۳- وہ حرام چیز جس کی حرمت میں اختلاف ہو، اس حرام چیز کے برابر نہیں ہو سکتی جس کی حرمت پر اتفاق ہو۔ اس لیے سگریٹ پینے والے کو فاسق کہنا یا اس کی گواہی کو کالعدم قرار دینا، اسے امامت کے حق سے محروم کرنا صحیح نہیں ہے۔

سائل کو اس بات پر حیرت ہے کہ بعض علمائے کرام بھی سگریٹ نوشی کے مرض میں مبتلا ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ علمائے کرام گناہوں سے پاک مخلوق نہیں ہیں۔ غلطیاں ان سے بھی ہو سکتی ہیں۔ آپ نہیں دیکھتے کہ ڈاکٹر حضرات سگریٹ کے خلاف لمبی تقریریں کرتے ہیں اور پھر خود بھی سگریٹ پیتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ وہ اس کے عادی ہو چکے ہیں اور اب وہ اسے چھوڑ نہیں سکتے۔

سگریٹ پینا اگر مردوں کے حق میں ایک قابل مذمت فعل ہے تو عورتوں کے لیے کہیں زیادہ قابل مذمت ہے کیوں کہ یہ نسوانی حسن اور وقار کے خلاف ہے۔

ہر سگریٹ پینے والے کو میری یہ نصیحت ہے کہ مضبوط ارادے کے ساتھ یک بارگی سگریٹ پینا بند کر دیں۔ رفتہ رفتہ ترک کرنے کی کوشش اکثر بار آور ثابت نہیں ہوتی۔ جس کے پاس ارادہ کی مضبوطی نہ ہو اسے چاہیے کہ بہت قلیل مقدار میں سگریٹ نوشی کرے۔ دوسروں کے سامنے اس کی برائی بیان کرے۔ دوسروں کو اس کی ترغیب نہ دے۔ کسی کو سگریٹ پیش نہ کرے اور اللہ سے دعا کرتا رہے کہ وہ اسے اس آفت سے نجات دے دے۔

نوجوان نسل سے میری اپیل ہے کہ وہ اس آفت کی طرف رخ بھی نہ کریں۔ اکثر بچے محض یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اب وہ بڑے ہوگئے ہیں، سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ زبردست غلطی ہے۔ نوجوانوں کا سگریٹ چھوڑنا قدرے آسان ہے کیوں کہ ابھی وہ اس کے عادی نہیں ہوتے ہیں۔

حکومت سے میری اپیل ہے کہ وہ تمام وسائل کو بروے کار لاتے ہوئے معاشرے کو اس مصیبت سے پاک کرنے کی کوشش کرے چاہے اس کی راہ میں کتنی ہی دولت کیوں نہ خرچ کرنی پڑے۔ انسانی صحت بہرحال دولت سے زیادہ قیمتی شے ہے (فتاویٰ یوسف القرضاوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ص ۳۰۹-۳۱۵)۔

ضرورت کے لیے جھوٹ بولنا، رشوت دینا

س : ملک میں اس وقت شادی اور ولیمہ کے موقع پر شادی ہال اور کلبوں میں کی جانے والی کھانے کی دعوتوں پر پابندی ہے، گھر میں مہمانوں کو کھلایا جا سکتا ہے، جب کہ کلبوں اور شادی ہال میں ختم قرآن اور عقیقہ کی تقریبات کے لیے کھانا کھلانے کی اجازت ہے۔ عام طور سے یہ تقریبات اتنے

بڑے پیمانے پر منعقد نہیں کی جاتیں۔ لوگ ختم قرآن اور عقیقہ کے عنوان سے این او سی (NOC) لے کر ان مقامات پر دعوت کا انتظام کر لیتے ہیں۔ ایک تو غلط بیانی کی جاتی ہے اور این او سی کے لیے کچھ خرچ بھی کرنا پڑتا ہے۔ کیا یہ رشوت کے تحت آجاتا ہے؟ ضمیر ایسی دعوتوں کو کھانے اور کھلانے پر ملامت ہی کرتا ہے، جب کہ نفس یہ تاویل پیش کرتا ہے کہ اپنے تمام عزیز، رشتہ دار مختلف وجوہات سے عموماً ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو پاتے، خوشی کے اس موقع پر ایک جگہ مل کر بیٹھ جاتے ہیں تو کیا حرج ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔

ج: شادی بیاہ کے موقع پر ولیمہ کا اہتمام معاشرتی ضرورت سے زیادہ ایک سنت ہے۔ اگر اسے سنت کی روح کے ساتھ کیا جائے تو کسی خرابی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ولیمہ کی تقریبات میں نہ تو اس دور کے رواج کی مناسبت سے تمام شہر یا تمام قبائل کے افراد کو مدعو کیا، نہ ایک ہفتہ تک برقی قمقمے، تیل کے دیے اور موم بتیاں مکان کی دیواروں اور آس پاس کے درختوں پر لگا کر اپنی دولت و ثروت کا اظہار کیا۔ آج بھی اگر اس سادگی کو اختیار کر لیا جائے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کا طریقہ تھا تو ہم سنت کی پیروی بھی کر سکتے ہیں اور معاشرتی ضرورت یعنی عقد نکاح کے معاشرتی اعلان کا مقصد بھی پورا ہو سکتا ہے۔

سوال کے دوسرے حصے میں آپ نے جس حیلہ کا ذکر کیا ہے اگر اس کا مقصد فی الواقع ختم قرآن کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے دین کی تعلیمات سے آگاہ کرنا ہو اور ساتھ ہی شادی کے موقع پر آئے ہوئے اعزہ اور دوستوں کی سادہ سی ضیافت بھی ہو جائے تو اس میں کوئی غلط بیانی نہیں ہو گی۔ لیکن اگر مقصد تو ولیمہ ہو، جب کہ قانونی کارروائی کسی اور عنوان سے کی جائے تو ایسا کرنا اسلامی اخلاق کے منافی ہے۔ اگر رشتے داروں کو جمع کرنا مقصود ہے تو کیوں نہ اسے واقعی فہم قرآن کی محفل ہی کے طور پر منعقد کیا جائے تاکہ اس کا اجر بھی ملے اور شرکاے محفل کو عملی طور پر فائدہ بھی ہو۔ جھوٹ اور غلط بیانی بہرصورت غلط ہے۔ صرف ایک شکل میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے یعنی کسی خاندان یا دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے درمیانی فریق کی طرف سے کوشش کے دوران کوئی غلط بیانی۔ اس کے علاوہ جھوٹ اور غلط بیانی ہر شکل میں ایک گناہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ولیمہ کی تقریب ملکی قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے منعقد کرنا چاہیے۔ اگر اس میں سب دوست اور اعزہ شرکت نہ کر سکیں، یہ غلط بیانی سے بہتر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کوشش کرتے رہیے کہ خود ملکی قانون میں مناسب تبدیلی کے ذریعے ولیمہ کو سادگی کے ساتھ کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے (پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)۔